QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

ایڈوانس بیلنس (موبائل لون) کا شرعی جائزہ

Sharīʿah Analysis of Mobile Advance Balance Facility

Syed Ahmed Jan
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta, Pakistan
Email: syedahmedjansaj@gmail.com
Dr. Syed Muhammad Haroon Agha
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta, Pakistan
Email: aghaharoon00@gmail.com

Abstract

The Advance Balance facility offered by telecommunication companies has emerged as a significant contemporary issue in Islamic commercial jurisprudence. Through this facility, mobile users obtain immediate access to call, SMS, or internet services and repay the corresponding amount, usually with an additional charge, upon subsequent recharge. This study examines the legal nature of mobile balance and argues that it primarily represents a right of usufruct and network access rather than money itself. The paper analyzes different methods through which users acquire such rights and evaluates the major juristic characterizations of Advance Balance, namely qarḍ (loan), ijārah (lease), and bayʿ al-ḥaqq (sale of rights). After a comparative analysis, the study concludes that the characterization of Advance Balance as Bayʿ al-Ḥaqq Muʾajjal (deferred sale of rights) is the most appropriate interpretation. Accordingly, the additional amount charged is treated as part of a deferred sale price rather than an unlawful increase on a loan.

Keywords: Advance Balance, Mobile Loan, Bayʿ al-Ḥaqq, Deferred Sale, Islamic Commercial Law, Contemporary Fiqh, Telecommunication Services, Usufruct Rights, Sharīʿah Analysis.

تمہید

عصر حاضر میں موبائل فون اور انٹرنیٹ انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں شمار ہونے لگے ہیں۔ تجارت، تعلیم، رابطہ، بینکاری، اور سماجی تعلقات کا ایک بڑا حصہ موبائل نیٹ ورک اور ڈیجیٹل ذرائع کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔یہی وجہ ہے کہ موبائل کمپنیاں صارفین کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف سہولیات فراہم کرتی ہیں، جن میں منٹس، میسیجز، انٹرنیٹ پیکیجز، ایزی لوڈ اور ایڈوانس بیلنس جیسی خدمات نمایاں ہیں۔

ایڈوانس بیلنس کی سہولت جدید دور کی ایک اہم مالیاتی خدمت ہے، جس میں موبائل کمپنی صارف کو وقتی طور پر کچھ بیلنس یا سہولت فراہم کرتی ہے، اور بعد میں ریچارج کرنے پر اصل رقم کے ساتھ کچھ اضافی رقم وصول کر لیتی ہے۔بظاہر اس معاملہ میں قرض، منفعت، زیادتی، تاخیر، اور حقوق کے تبادلے جیسے عناصر پائے جاتے ہیں، اسی وجہ سے معاصر فقہاء نے اس کی مختلف فقہی تکییفات بیان فرمائی ہیں۔

اہمیت

اس مسئلہ کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ یہ صرف ایک انفرادی معاملہ نہیں بلکہ روزانہ لاکھوں افراد اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں، لہٰذا اس کی شرعی حیثیت کا واضح ہونا ضروری ہے۔

زیرِ نظر مضمون میں اس معاملہ کا تحقیقی اور فقہی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے، جس میں پہلے موبائل کمپنیوں سے حقِ انتفاع حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کی وضاحت کی جائے گی، اس کے بعد ایڈوانس بیلنس کی حقیقت، طریقۂ کار، مختلف فقہی تکییفات اور راجح شرعی حکم کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

موبائل اسکرین پر رقم کی شکل میں نظر آنے والے ہندسوں کی حقیقت

صارف جب کمپنی سے بیلنس حاصل کرتا ہے تو حقیقت میں وہ نیٹ ورک استعمال کرنے کا ایسا حق حاصل کرتا ہے، جس کو صارف فون کالز، میسیجز اور انٹرنیٹ کے استعمال جیسی مختلف شکلوں میں استعمال کر سکتا ہے اور موبائل اسکرین پر نظر آنے والے ہندسے محض اس "حق انتفاع" کی علامت اور رسید ہوتے ہیں، حقیقی رقم نہیں ہوتی، اس لئے صارف اس کو نکال کر دوسری ضروریات میں استعمال نہیں کر سکتا۔

موبائل کمپنیوں سے حق انتفاع خریدنے کے مختلف طریقے

صارف کی طرف سے کمپنی سے اس حق کے وصول کرنے کے مختلف طریقے رائج ہیں:

1: کمپنی سے براہ راست خریداری

ان طریقوں میں سے ایک طریقہ صارف کا براہِ راست کمپنی سے رابطہ کر کے بیلنس حاصل کرنے کا ہے، جس میں صارف مخصوص کوڈ کا اندراج کر کے مطلوبہ سہولت خرید تا ہے اور کمپنی اسے مطلوبہ منٹس، ایم بیز یا دیگر سہولیات فراہم کر دیتی ہے۔

اس صورت میں بعض اوقات صارف کی طرف سے رقم فوری ادا کی جاتی ہے، جبکہ بعض صورتوں میں ادائیگی مؤخر ہوتی ہے، جیسا کہ ایڈوانس بیلنس کی صورت میں ہوتا ہے۔

2: انٹرنیٹ بینکنگ کے ذریعے خریداری

دوسری صورت انٹرنیٹ بینکنگ یا موبائل اکاؤنٹس کے ذریعے حق خریدنے کی ہے۔ جس میں صارف ایزی پیسہ، جاز کیش، موبی کیش اور دیگر ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے کمپنی کو رقم منتقل کرتا ہے، اور کمپنی اس رقم کے بقدر بیلنس صارف کے موبائل میں منتقل کر دیتی ہے۔ اس صورت میں بینک یا موبائل اکاؤنٹ محض ایک واسطہ اور ذریعہ ہوتا ہے، جبکہ اصل معاملہ کمپنی اور صارف کے درمیان حقِ انتفاع کی خرید و فروخت ہی کا ہوتا ہے۔

3: دوکاندار کے ذریعے خریداری

کمپنی سے حق خریدنے کی تیسری اور مروجہ صورت وہ ہے جو ایزی لوڈ کی شکل میں مارکیٹ میں رائج ہے۔ اس صورت میں کمپنی دوکاندار کو ایک مخصوص سِم یا اکاؤنٹ فراہم کرتی ہے، جس کے ذریعے پہلے دوکاندار کمپنی سے بایں طور معاملہ کرتا ہے کہ وہ کمپنی کو رقم ادا کر کے سِم میں بیلنس حاصل کرتا ہے، اس کے بعد پھر دوکاندار وہی بیلنس آنے والے صارفین کو فروخت کرتا ہے۔

کمپنی دوکاندار کو مخصوص ڈسکاؤنٹ دیتی ہے، جس کی وجہ سے اسے نفع حاصل ہوتا ہے۔

اس معاملہ میں دوکاندار محض کمپنی کا وکیل نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی مملوکہ منفعت آگے فروخت کر رہا ہوتا ہے، اس لیے یہ حقیقی بیع کے حکم میں داخل ہے۔

ایڈوانس بیلنس (Advance Balance) کا تعارف اور عملی طریقہ کار

عام طور پر جب صارف کے موبائل میں بیلنس ختم ہو جاتا ہے اور اسے فوری ضرورت پیش آتی ہے تو وہ مخصوص کوڈ ڈائل کر کے کمپنی سے ایڈوانس بیلنس حاصل کرتا ہے۔

کمپنی فوراً مطلوبہ سہولت اس کے موبائل میں منتقل کر دیتی ہے، بعد میں جب صارف دوبارہ اپنی سِم میں بیلنس لوڈ کرتا ہے تو کمپنی اس میں سے پہلے اپنا سابق واجب الاداء حق وصول کرتی ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایڈوانس بیلنس یا موبائل لون سے مراد وہ سہولت ہے جس میں کمپنی صارف کو وقتی طور پر منٹس، میسیجز یا انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرتی ہے، جبکہ کمپنی اس کا بدل بعد میں وصول کرتی ہے۔

مگر اکثر کمپنیوں میں اصل رقم کے ساتھ کچھ اضافی رقم بھی کاٹی جاتی ہے۔ مثلاً اگر صارف نے بیس روپے کا ایڈوانس بیلنس لیا ہو تو ریچارج کے وقت پچیس روپے وصول کیے جاتے ہیں۔ یہی اضافی رقم اس معاملہ کی فقہی بحث کا اصل سبب بنتی ہے۔

یہ معاملہ عام قرض سے اس اعتبار سے مختلف ہے کہ یہاں صارف کو نقد رقم نہیں دی جاتی بلکہ مخصوص منفعت اور سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس معاملہ کی حقیقت متعین کرنے کیلئے فقہاء نے اس کی مختلف فقہی تکییفات بیان کی ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

ایڈوانس بیلنس کی فقہی تکییفات

معاصر فقہاء نے ایڈوانس بیلنس کے مذکورہ بالا معاملہ کو مختلف فقہی اصولوں پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے۔ان میں سب سے اہم درج ذیل تین تکییفات ہیں:

1:قرض۔ 2:اجارہ۔ 3:بیع الحق۔

ذیل میں درج بالا تینوں تکییفات کا مختصر اجائزہ لیا گیا ہے۔

1:پہلی تکییف "قرض" کی بنیاد پر

بعض اہل علم نے اس معاملہ کو قرض پر محمول کیا ہے، کیونکہ قرض ایک ایسا عقد ہے جس میں کسی دوسرے شخص (مقترض) کو مثلی مال کا بایں طور مالک بنایا جاتا ہے کہ اس پر اسی مقروض چیز کے ہم مثل کی واپسی لازم ہوتی ہے، جیسا کہ المعاییر الشرعیۃ میں "قرض" کی درج ذیل تعریف سے معلوم ہوتا ہے:

القرض تمليك مال مثلي لمن يلزمه رد مثله[1]

ان حضرات کے نزدیک ایڈوانس بیلنس کی شکل میں بھی چونکہ کمپنی صارف کو ایک منفعت بطور قرض دیتی ہے، اور بعد میں ریچارج کرنے پر کمپنی اپنے صارف سے دی گئی منفعت کی مثل کچھ زیادتی کے ساتھ واپس وصول کرتی ہے، لہٰذا یہ معاملہ فقہی تکییف کے اعتبار سے عقد قرض کے تحت آیا۔

اس تکییف کی بنیاد پر شرعی حکم

ان حضرات کے نزدیک مذکورہ معاملہ چونکہ عقد قرض کے زمرے میں آتا ہے اور فقہ اسلامی کا اصول ہے کہ ہر وہ قرض جس میں مُقرِض پر مشروط زائد منفعت وصول کی جائے وہ "سود" کے بوجہ ناجائز قرار پاتا ہے۔

جیسا کہ روایت ہے:

كل قرض جر منفعة فهو ربا[2]....

اور مذکورہ صورت میں بھی چونکہ کمپنی صارف سے بدل کے طور پر مقرَض پر زائد منفعت وصول کرتی ہے، لہٰذا ایڈوانس بیلنس کا مذکورہ معاملہ بھی ناجائز ہوگا۔

اس تکییف پر اشکال

لیکن اس تکییف پر یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے کہ اس معاملہ کو خالص قرض قرار دینا درست نہیں، کیونکہ عقد قرض میں مُقرِض کی طرف سے دیا جانے اور واپس لیا جانے والا مال ایک ہی جنس کا ہوتا ہے، جبکہ یہاں کمپنی کی طرف سے دی جانے والی چیز دراصل منفعت اور حقِ استعمال ہے (جیسا کہ ایڈوانس بیلنس کی حقیقت میں یہ بات معلوم ہوئی)، جبکہ صارف کی طرف سے واپس کی جانے والی چیز نقد رقم یا اس کے قائم مقام ہوتی ہے۔اس لیے یہ معاملہ حقیقی معنوں میں قرض بمنفعۃ کے اصول پر پوری طرح منطبق نہیں ہوتا، لہٰذا صرف اس بنیاد پر اس کو سودی معاملہ قرار دینا محلِ نظر ہے۔

2:دوسری تکییف "اجارہ" کی بنیاد پر

بعض معاصر فقہاء نے ایڈوانس بیلنس کے مذکورہ معاملہ کو "عقد اجارہ" پر منطبق کیا ہے، اور عقد اجارہ میں بھی چونکہ ایک جانب سے منفعت کے استعمال کا حق دیا جاتا ہے، جبکہ دوسری جانب سے بطور عوض مال دیا جاتا ہے، جیسا کہ "اجارہ" کی درج ذیل تعریف سے معلوم ہو رہا ہے:

وشرعا (تمليك نفع) مقصود من العين(بعوض)[3]

---

[1] المعايير الشرعية، **المعيار الشرعي** رقم: 19، القرض، ص 1-

[2] ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **المطالب العالیۃ**، (ریاض: دار العاصمۃ، 1995ء)، ج 7، کتاب البیوع، باب الزجر عن القرض جر نفعا، ص 363-

[3] ابن عابدین، **الدر المختار** ، ج 6، ص 4-

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

یعنی شرعا اجارہ کسی عین کے مقصودی منافع کی تملیک کا نام ہے۔

ان حضرات کے نزدیک مذکورہ معاملہ میں بھی چونکہ کمپنی صارف کو مخصوص منفعت فراہم کرتی ہے، جیسے کال، میسیج اور انٹرنیٹ کے استعمال کا حق، اور صارف بعد میں ریچارج کی صورت میں اس منفعت کی اجرت ادا کرتا ہے۔

اس تکییف کی بنیاد پر شرعی حکم

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مذکورہ معاملہ چونکہ "عقد اجارہ" ہے، اور (بشرط لحاظ شرائط) اجارہ بھی چونکہ ایک مشروع اور جائز عقد ہے، اس لئے ایڈوانس بیلنس کا مذکورہ معاملہ بھی شرعا جائز ہوگا۔

اس تکییف پر اشکال

البتہ اس تکییف پر یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ بسا اوقات ایڈوانس بیلنس کے استعمال کے بعد صارف دوبارہ ریچارج ہی نہیں کرتا یا بالکل سم بند کر دیتا ہے تو کمپنی کو اپنی اجرت وصول وصول نہیں ہوئی، تو عقد اجارہ کیسے تام ہوا؟

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں کمپنی عموماً صارف سے مطالبہ نہیں کرتی بلکہ اسے معاف کر دیتی ہے، لہٰذا "ابراء عن الدَّین" کے حکم میں داخل ہو کر اس سے عقد کی صحت متاثر نہیں ہوگی۔

3: تیسری تکییف "بیع الحق" کی بنیاد پر

معاصر فقہاء میں سے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء نے اس معاملہ کی سب سے مضبوط اور راجح تکییف "بیع الحق" کی صورت میں اختیار فرمائی ہے۔[4]

اس تکییف کے مطابق موبائل کمپنی صارف کو در حقیقت ایک "حق" فروخت کرتی ہے، یعنی نیٹ ورک استعمال کرنے، کال کرنے، میسیج بھیجنے اور انٹرنیٹ استعمال کرنے کا حق۔ موبائل میں ظاہر ہونے والا بیلنس دراصل اس حق کی علامت اور رسید ہوتا ہے، نہ کہ حقیقی نقد رقم، اور ریچارج کرنے پر صارف سے جو رقم کاٹی جاتی ہے اور اس حق کا ثمن ہوتی ہے۔

اس تکییف کی بنیاد پر شرعی حکم

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایڈوانس بیلنس کے مذکورہ معاملہ "بیع مؤجل" کے زمرے میں آتا ہے، اور (بشرط لحاظ شرائط) بیع مؤجل چونکہ ایک جائز اور مشروع عقد ہے، اس لئے ایڈوانس بیلنس لینے اور اس کے استعمال کا مذکورہ معاملہ بھی جائز اور مشروع ہوگا۔

کمپنی کی طرف سے وصول کی جانے والی زائد رقم کی حقیقت

مذکورہ بالا فقہی تکییف کے مطابق جب مذکورہ معاملہ کی حقیقت "بیع مؤجل" کی ہوئی اور کمپنی کی طرف سے صارف سے وصول کی جانے والی رقم کی حقیقت "ثمن" کی ہوئی، اور فقہ اسلامی میں یہ اصول معروف ہے کہ نقد قیمت اور ادھار قیمت میں فرق ہو سکتا ہے، لہٰذا مذکورہ معاملہ میں بھی اگر کمپنی مؤخر ادائیگی کی وجہ سے قیمت زیادہ مقرر کرے تو یہ سود نہیں بلکہ بیعِ مؤجل کے ثمن میں جائز اضافہ شمار ہوگا۔

کمپنی کی طرف سے ثمن وصول کرنے کی صورتیں

اس معاملہ میں کمپنی اپنے واجب الاداء ثمن کو مختلف طریقوں سے وصول کرتی ہے۔ بعض اوقات صارف بینک یا موبائل اکاؤنٹ کے ذریعے براہِ راست ادائیگی کرتا ہے، جس میں کمپنی کو نقد رقم وصول ہو جاتی ہے۔ جبکہ عام صورت یہ ہوتی ہے کہ صارف دوبارہ ایزی لوڈ کرواتا ہے اور کمپنی اس نئے بیلنس میں سے اپنا سابق حق منہا کر لیتی ہے۔ فقہی اصطلاح میں اسے "مقاصّہ" کہا جاتا ہے۔

---

[4] رجسٹر فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی (تبویب) میں اس فتویٰ کا نمبر ۲۲۵۳/۱۱ ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: **03** **Issue** No: **01 (2026)**

یہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ کمپنی نے منفعت دی اور بعد میں منفعت ہی وصول کی، لہٰذا یہ "بیع المنفعۃ بالمنفعۃ مع النسیئۃ" بن جائے گا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اصل واجب الاداء چیز نقد رقم ہوتی ہے، منفعت کے ذریعے وصولی محض ادائیگی کا ایک طریقہ ہے۔ اس لیے یہ مستقل عقدِ مبادلہ نہیں بلکہ مقاصّہ کی ایک جائز صورت ہے۔

بیع الحق پر وارد ہونے والے اشکالات اور ان کے جوابات

بیع الحق کی تکییف پر ایک اہم اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ بیع کے ذریعے حاصل ہونے والی منفعت دائمی ہونی چاہیے، جبکہ موبائل بیلنس عموماً ایک محدود مدت کیلئے ہوتا ہے اور اس کی ایک Expiry Date مقرر ہوتی ہے۔ اس اشکال کا جواب معاصر فقہاء نے مختلف جہات سے دیا ہے۔

اولاً، موجودہ دور میں بہت سے حقوق محدود مدت کیلئے فروخت کیے جاتے ہیں، جیسے سفر کے ٹکٹ، سافٹ ویئر لائسنس، اور ڈیجیٹل سبسکرپشنز وغیرہ۔ اگر مقررہ مدت میں ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے تو وہ حق ختم ہو جاتا ہے، اس کے باوجود عرف میں ان کی خرید و فروخت کو صحیح سمجھا جاتا ہے۔

ثانیاً، موبائل بیلنس کی مدت عموماً اتنی ہوتی ہے کہ صارف اس دوران سہولت استعمال کر ہی لیتا ہے، لہٰذا عملی طور پر یہ مسئلہ نزاع کا سبب نہیں بنتا۔

ثالثاً، بعض کمپنیوں میں بیلنس ایکسپائر نہیں ہوتا یا دوبارہ لوڈ کرنے پر سابق بیلنس بحال ہو جاتا ہے، جس سے یہ اشکال مزید کمزور ہو جاتا ہے۔

رابعاً، فقہاء نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ عین اور حق کے احکام میں فرق ہے۔ عین ایکسپائر ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، جبکہ حق ایکسپائر ہونے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے، اس لیے دونوں پر ایک ہی حکم لاگو نہیں کیا جا سکتا۔

راجح شرعی حکم

مذکورہ تفصیلی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ ایڈوانس بیلنس کے معاملہ میں "بیع الحق" کی تکییف سب سے زیادہ قوی، متوازن اور معاصر عرف کے مطابق ہے۔ اس تعبیر کی رو سے کمپنی صارف کو حقِ انتفاع فروخت کرتی ہے، اور صارف بعد میں اس کا ثمن ادا کرتا ہے۔ چونکہ ثمن کی ادائیگی مؤخر ہوتی ہے، اس لیے قیمت میں اضافہ جائز قرار پاتا ہے، اور یہ اضافہ سود کے باب سے نہیں بلکہ بیعِ مؤجل کے باب سے متعلق ہوتا ہے۔

لہٰذا اصولی طور پر موبائل کمپنیوں سے ایڈوانس بیلنس حاصل کرنا جائز معلوم ہوتا ہے، بشرطیکہ معاملہ میں کوئی اضافی ناجائز شرط شامل نہ ہو اور معاملہ واضح طور پر حقِ انتفاع کی خرید و فروخت کے طور پر انجام پائے۔

نتائجِ تحقیق

اس تحقیق سے یہ نتائج سامنے آتے ہیں کہ موبائل بیلنس درحقیقت نقد رقم نہیں بلکہ حقِ انتفاع اور منفعت کی علامت ہے۔ موبائل کمپنیوں کی فراہم کردہ سہولیات حقوق اور منافع کے حکم میں داخل ہیں، اور ان کی خرید و فروخت جدید عرف میں ایک مستقل مالیاتی تعامل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ ایڈوانس بیلنس کے معاملہ میں قرض، اجارہ اور بیع الحق تینوں فقہی تعبیرات ممکن ہیں، لیکن قرض کی تکییف کمزور جبکہ بیع الحق کی تکییف زیادہ قوی اور معاصر مالیاتی اصولوں کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح کمپنی کی جانب سے بعد میں کی جانے والی کٹوتی مقاصّہ کے اصول کے تحت جائز قرار پاتی ہے، اور مؤجل ادائیگی کی وجہ سے قیمت میں اضافہ بیعِ مؤجل کے جائز اضافے میں شمار ہوتا ہے۔

خاتمہ

موبائل کمپنیوں کا ایڈوانس بیلنس جدید ڈیجیٹل معیشت کی ایک اہم مثال ہے، جس میں کلاسیکی فقہی اصولوں کو جدید مالیاتی نظام پر منطبق کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اس مسئلہ کے تفصیلی جائزہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی فقہ اپنے اصول و قواعد کے اعتبار سے اتنی وسعت رکھتی ہے کہ وہ جدید ترین معاشی اور تکنیکی معاملات کی بھی معقول تعبیر پیش کر سکتی ہے۔

ایڈوانس بیلنس کے معاملہ میں "بیع الحق" کی تکییف اس بات کی روشن مثال ہے کہ معاصر فقہاء نے جدید مالیاتی معاملات کو محض ظاہری صورتوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ ان کی حقیقی معاشی اور عرفی حیثیت کو سامنے رکھ کر سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ یہی طرزِ فکر اسلامی فقہ کو ہر دور میں قابلِ عمل اور زندہ رکھنے کا سبب ہے۔